167997 ـ ساس كے ساتھ رہنے سے تنگ ہونے والی خاتون كا طلاق طلب كرنا

سوال

میں ایك طویل عرصہ سے اپنی ساس اور نندوں كے ساتھ رہ رہی ہوں، ابتدا میں تو مجھے علم نہ تھا كہ میں اپنی ساس اور نندوں كے ساتھ رہوں گی، لیكن مجبورا ناپسند كرتے ہوئے بھی مجھے اس پر راضی ہونا پڑا، اور میں نے كئی برس تك ساس اور نندوں كے ساتھ رہنے میں صبر كیا اور اس عرصہ میں ان سے كوئی معاونت بھی حاصل نہیں كی.
نندوں اور میرے درمیان سمجھوتہ نہ ہونے كے باوجود بھی میں سب كو راضی كرنے كی كوشش كرتی رہی، ابتدا میں تو میرا خاوند بھی اپنی والدہ كے ساتھ رہ كر اور میری خدمت كے ذریعہ والدہ كو راضی كرنے كی كوشش كرتا رہا حالانكہ گھر بہت چھوٹا تھا اور اولاد زیادہ تھی.
میں چھوٹے بچوں كے ساتھ ایك كمرہ میں اور خاوند برآمدہ میں اور باقی بچے دوسرے كمرہ میں سوتے ہیں، اور حالت یہ ہے كہ بچہ بچی كے ساتھ اور ساس اور نندیں سب ایك كمرہ میں سوتی ہیں، میری كوئی خاص زندگی نہیں اور نہ میرے اندر شادی شدہ ہونے اور خاوند اور بچوں كی دیكھ بھال كرنے كا كوئی احساس پایا جاتا ہے، میرا خاوند اپنی والدہ سے دور نہیں ہونا چاہتا چاہے رہائش قریب ہی ہو پھر بھی نہیں چاہیے اس كے مقابلہ میں اسے مجھے بھی چھوڑنا پڑے.
میری ہر وقت خاوند سے یہی لڑائی اور جھگڑا رہتا ہے كہ میں اس طرح كے ماحول میں نہیں رہ سكتی، اور علیحدہ رہائش كا مطالبہ كرتی رہتی ہوں تا كہ ہمارے تعلقات صحیح ہوں، لیكن وہ نہیں مانتا، اب تو میں طلاق كا بھی سوچنے لگی ہوں، اور سوچ رہی ہوں كہ اپنے والد كو بھی اپنی مشكلات كے متعلق بتاؤں تا كہ وہ اسے حل كرنے كے لیے دخل اندازی كریں لیكن صرف اولاد اور اپنی ساس كی بنا پر تردد میں ہوں كیونكہ میری ساس ہمارے قریبی رشتہ داروں میں سے ہے.
میں نفسیاتی مریض بن چكی ہوں اور اس زندگی كی تنگی كی وجہ سے چڑچڑا پن آ چكا ہے مجھے سمجھ نہیں آ رہی كہ میں كیا كروں ؟ میرا خاوند اس معاملہ كو اہمیت ہی نہیں دیتا اور نہ ہی مجھے اس محرومیت كے عوض میں كوئی خوشی دیتا ہے كہ كوئی اچھی كلام اور بات كرے جو مجھے صبر دلانے كا باعث بنتا ہو، اس كے لیے یہی اہمیت ركھتا ہے كہ میں كسی طرح اس كی والدہ كو راضی ركھوں، اور اس كی دیكھ بھال كروں، حالانكہ میرا خاوند دیندار ہے، میرا خاوند اپنی والدہ كو بہت چاہتا ہے، میں یہ معلوم كرنا چاہتی ہوں كہ اس حالت میں شرعی حكم كیا ہے، اور كیا اس مسئلہ میں میرا والد دخل اندازی كر سكتا ہے، میرے والد صاحب بہت غصہ والے ہیں، میں یہ معلوم كرنا چاہتی ہوں كہ آیا میرا علیحدہ رہائش طلب كرنا چاہے قریب ہی ہو خاوند كے لیے والدہ كی نافرمانی كا باعث تو نہیں ہوگا ؟
میری نندوں نے میری جوانی اور صحت لوٹ لی اور برباد كر دی ہے، اور میرے خاوند اور بچوں كے ساتھ میری زندگی میں شریك بن چكی ہیں، مجھے كوئی حل بتائیں، اللہ سبحانہ و تعالی آپ كے علم و عمل میں بركت فرمائے.

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

بیوی اور خاوند کی حالت کے مناسب رہائش میں بیوی کو رکھنا بیوی کے خاوند کے ذمہ واجب حقوق میں شامل ہوتا ہے اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

جہاں تم رہتے ہو تم انہیں (بیویوں کو) اپنی استطاعت کے مطابق رہائش دو اور انہیں تنگ کرنے کے لیے ضرر مت دو الطلاق (6).

خاوند کو یہ نہیں چاہیے کہ وہ بیوی کو اپنے گھر والوں کے ساتھ ایك ہی رہائش میں رکھے، چاہے اس رہائش میں اس کی والدہ یا بہنیں یا کوئی اور رشتہ دار رہتا ہو، اور نہ ہی وہ بیوی کو اس کی سوکن کے ساتھ ایك ہی رہائش میں رکھے بلکہ خاوند پر واجب ہے کہ وہ بیوی کو علیحدہ اور مستقل رہائش لے کر دے جو بیوی کے رہنے اور سونے کے لیے مناسب ہو جس میں باوچی خانہ اور لیٹرین وغیرہ جیسی بنیادی ضروریات موجود ہوں.

یہ تو معلوم اور مشاہدہ میں ہے ایك ہی رہائش میں کئی گھرانوں کے رہنے سے گھر کا سکون اور خصوصیت بربادی ہو جاتی ہے، اور پھر خاوند اور بیوی کو بہت شدید نقصان ہوتا ہے، خاوند اور بیوی کا آپس میں ایك دوسرے سے فائدہ و لطف اٹھانے سے محروم رہتے ہیں جو وہ ایك علیحدہ اور مستقل رہائش میں حاصل کر سکتے ہیں اور انہیں وہ سکون بھی حاصل نہیں ہوتا.

یہ ایسی چیز ہے جس کی بنا پر محبت و مودت میں کمی پیدا ہو جاتی ہے، بلکہ بعض اوقات تو بالکل ختم ہی ہو جاتی ہے لا حول و لا قوۃ الا باللہ .

اس لیے خاوند کو چاہیے کہ وہ شرعی مقاصد اور عقل کے حکم کو سمجھے اسے والدین کے متعلق صرف جذبات میں ہی نہیں رہنا چاہیے کہ وہ ان کے ساتھ ہی زندگی گزارے.

بلکہ اگر وہ اپنی بیوی کے ساتھ قریب ہی رہائش حاصل کرتا ہے تو جتنا چاہے وہ والدہ رشتہ داروں کے ساتھ وقت گزار سکتا ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنی بیوی اور اپنی گھریلو زندگی کو بھی محفوظ بنا سکتا ہے، اس طرح دونوں مصلحتوں کو اکٹھا کر لےگا.

مزید آپ سوال نمبر (7653) اور (85162) کے جوابات کا مطالعہ ضرور کریں.

یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ بیوی کا اپنے خاوند کے رشتہ داروں اور ساس سسر کی خدمت کرنا بیوی پر واجب نہیں؛

بلکہ بیوی پر تو صرف اکیلے خاوند کی خدمت کرنا واجب ہے.

لیکن اگر بیوی ساس وغیرہ کی خدمت کرتی ہے تو یہ خاوند کے ساتھ حسن سلوك میں شامل ہوگا، اور اس میں خاوند کی عزت ہوگی تو یہ بیوی کی جانب سے ایك اچھا کام ہے، اس لیے خاوند کو چاہیے کہ وہ بیوی کے ساتھ حسن معاشرت کرتا ہوا اس کے اس کام کو سراہے اور شکر ادا کرے کیونکہ جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالی کا شکر ادا نہیں کر سکتا.

مزید آپ سوال نمبر (120282) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

ہم آپ کو یہی نصیحت کرتے ہیں کہ اس معاملہ انتظار کریں اور اپنے خاوند کو بڑے ٹھنڈے مزاج اور سکون کے ساتھ سمجھانے کی کوشش کریں، اور اس کے سامنے اس معاملہ میں شرعی حکم واضح کریں، اس کے لیے آپ کے لیے اوپر بیان کردہ فتاوی جات سے سہارا لینے میں بھی کوئی حرج نہیں جن کے حوالہ جات ہم سوالات کے نمبر دے کر بیان کر چکے ہیں جب آپ کا خاوند دین پر عمل کرنے والا ہے تو وہ اس پر عمل کریگا.

اور اگر آپ اکیلی اسے قائل نہ کر سکیں تو پھر آپ کے لیے اس مشکل کو حل کرنے میں اپنے گھر والوں سے بھی مدد لینے میں کوئی حرج نہیں، لیکن یہ اس صورت میں ہے جب آپ اکیلی اسے حل کرنے سے عاجز ہوں، اور اس کے لیے بھی شرط یہ ہے کہ آپ اپنے رشتہ داروں کو نصیحت کریں کہ دخل اندازی حکمت کے ساتھ بہتر طریقہ سے کریں، اور نرمی اختیار کرتے ہوئے حل کرنے کی کوشش کریں.

کیونکہ نرمی ہر چیز کو خوبصورت بنا دیتی ہے، اور جس چیز سے نرمی جاتی رہے وہ بدصورت اور عیب دار ہو جاتی ہے.

اس کے لیے لازم نہیں کہ اس معاملہ میں آپ کے والد ہی دخل اندازی کریں، بلکہ آپ اپنے رشتہ داروں میں کسی ایسے شخص کو اختیار کریں جو سب سے زیادہ حکمت رکھتا ہو اور سب سے بہتر عقل و دانش کا مالك ہو، اور آپ کے خاوند کے ساتھ افہام و تفہیم کے زیادہ قریب ہو.

رہا مسئلہ طلاق طلب کرنے کا تو آپ اس کے متعلق مت سوچیں، خاص کر جب آپ کی اولاد بھی ہے، لیکن اگر معاملہ نہیں سلجھتا اور آپ کے تعلقات بہت کشیدہ ہو جائیں کہ آپ اس حالت میں صبر نہ کر سکتی ہوں، ہم یہی امید رکھتے ہیں کہ آپ ان شاء اللہ طلاق کا نہیں سوچیں گی.

اللہ تعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ آپ کا معاملہ آسان فرمائے، اور آپ کے خاوند کی اصلاح فرمائے، اور آپ دونوں کو خیر و بھلائی پر جمع کرے.

اللہ سبحانہ و تعالی ہی توفیق دینے والے ہیں.

واللہ اعلم .